مجموعۂ غزلیات

ملنے کا پتہ

نارتھ انڈیا کرسچین ٹریکٹ اینڈ بک سوسائٹی الہ آباد

قیمت فی جلد ۲ پیسہ

فہرست مجموعۂ غزلیات موافق حروف تہجی

غزلیات

غزل ۱

ابنِ خدا مسیح سے عشق ہم نے کیا جو ہو سو ہو
اُس رہنما کو بے شُبہ دِل دے دیا جو ہو سو ہو

راہِ خدا سے تو ڑلاتا زندگی نہ ہو جُدا
رنج و ستم جزا سزا رب کی رضا جو ہو سو ہو

بیشِ عدوئے کینہ در سوئے وطن ہے اب سفر
جَور و جفا نزع فضا بہرِ خدا جو ہو سو ہو

یادِ خدا میں بے خطا صدمے سہے ذرا ذرا
دِل کے ہیں تار جُدا جُدا آگے نفع جو ہو سو ہو

لے دِل ہے کیا یہ درد و غم ساری شکایت ہی ختم
تو نے دوا عطا بقا پائی شفا جو ہو سو ہو

غزل ۲

اُٹھ مسافر کر تیاری	اب تو کچھ دن بھی نہیں ہے
دل کہیں دیدہ کہیں	اور اشک آنکھوں میں نہیں ہے
لگ رہا ہے چل چلا یاں	رات دن یکساں برابر
موت کا ڈنکا بجے ہے	کیا تجھے کچھ غم نہیں ہے
موت کیا جانے لڑکپن	کیا بڑھاپا کیا جوانی
کیا امیری کیا فقیری	موت کو پردہ نہیں ہے
کیا تیری آنکھوں میں اب تک	نیند غفلت کی بھری ہے
بھائی اور مادر پدر یاں	کوئی بھی اپنا نہیں ہے
مال و دولت شان و شوکت	ان میں دھوکا ہے سراسر
ساری دنیا کوئی کماوے	تو بھی کچھ حاصل نہیں ہے
ہے شجر یہ خار دنیا	زندگانی ہے کہانی
غم الم ماتم سوا کوئی	اور اس میں پھل نہیں ہے
ہے مار رہمار دُنیا	زہر قاتل سے بھری ہے
اِس کا کاٹا کوئی مسافر	ایک دم جیتا نہیں ہے
جیش و جمشید و فریدوں	بہمن و دارا سکندر

مل گئے سب خاک میں اُن کا	پتا ملتا ہی نہیں ہے
ہے خوشی یسوع مسیح میں	راہ حق صابر وہی ہے
کیوں پھرے بھٹکا مسافر	دور تو کوئی راہ نہیں ہے

نظم ۳

ارے غافل تجھے کب ہوش ہوگا	کچھ عقبے کا بھی تجھکو کھوج ہوگا
نہ بھول اس خاک کی ڈھیری میں ملگو	بنا ہے خاک سے پھر خاک ہوگا
ابھی ڈھونڈھو تو بیشک پاؤ گے تم	نہیں تو پھر نہیں افسوس ہوگا
مسیح یسوع مرا ہے تیری خاطر	گناہ تیرا اسی سے معاف ہوگا
یقین لاوے اگر تو اس کے اوپر	وہی شافی تیرا عقبے میں ہوگا
یقیں لاوے گا جو یسوع مسیح پر	نجات اِس کی مسیح یسوع کریگا
نہ چھوڑے گر بدی بدکار اپنی	یہ سچ جانو جہنم میں پڑے گا
یہ بندہ تو تیرا ہے اے مسیحا	تیری اُمید میں یہ سو رہے گا
اگر میں سو رہوں تو بے خطر ہوں	میری اُمید ہے کہ پھر اُٹھونگا

یہ عاصی تو خریدا ہوا ہے تیرا
تیرے ہاتھوں سے مجھکو کون لیگا

غزل ۴

بھیس بدلا کیا ہوا دل کا بدلنا چاہئے
تندرستی کے لئے کپڑے بدلنا چاہئے
جو پڑھے بیبل میں وہ دل سے سمجھنا چاہئے
ہاں دلا غفلت پہ اپنی آج رونا چاہئے
جو گئے دنیا سے صابر وہ آتے نہیں

ایک دو باتیں نہیں بالکل بدلنا چاہئے
حق پرستی کے لئے دل کا بدلنا چاہئے
دل بدلنے کے لئے یسوع سے ملنا چاہئے
آج تو بیدار ہو پہلو بدلنا چاہئے
ہیں جو باقی اُن کو روح پاک ملنا چاہئے

غزل ۵

پھنسو مت جال میں دُنیا کے آخر تم کو جانا ہے
بچو شیطان کے پھندے سے کہ وہ دشمن سیانا ہے
پھراؤ دل گناہوں سے کرو تم توبہ رو رو کے
بھروسا رکھو یسوع کا اگر جنت میں جانا ہے
صلیبی موت میں یسوع کے مر کے زندگی پاؤ
بُری خواہش کو پھینکو دور اگر آرام پانا ہے

رہو اُمید میں قائم یقین اپنا کرو کامل
محبّت کا کرو پیچھا جو حق کو منھ دکھانا ہے
محبّت تمغہ ہے یسوع کی شاگردی کا اوّل میں
محبّت سے سبھی جانیں گے تم نے اُس کو مانا ہے
محبّت میں رہو صابر خدا کے فضل میں شاکر
خدا کے بیٹے کو دیکھو جو تم کو فتح پانا ہے
عنایت کو خداوندا محبّت اپنی پوری دے
میں ہوں کمزور تو قادر ہے مطلق ہے توانا ہے

مستزاد ۶

تو نے ہی مسیح آن کے دنیا کو بچایا۔ تکلیف اُٹھا کر
گودی سے خدا باپ کی دنیا میں تو آیا۔ انسان بنا کر
ایک چھوٹی سے چرنی میں جب پیدا ہوا تو
کیا عمدہ نمونہ یہ ہمیں تو نے دکھایا۔ اے حاتم سرور
جب تک رہا دنیا میں شریروں سے ہمیشہ سہے دُکھ درد
پھر جھیل لئے تو نے وہ سب بھیجا۔ ہم لوگوں کی خاطر

کیا تیرے الم کو کوئی کر سکتا ہے تحریر۔ مشکل یہ بیان ہے

ہر بوند عرق کی تھی گویا قطرہ لہو کا۔ زیتون کے کوہ پر

جو پاک کتابوں میں لکھا تھا تری بابت پہلے ہی سے تیرے

سب کچھ یہاں آکر کے کیا تو نے وہ پورا اے شافع محشر

یہ بخش کہ مرجاؤں گناہوں کی میں نسبت۔ جی اُٹھوں میں تجھ میں

گویا کہ میں ہو جاؤں بس اک نیکی کا پتلا۔ یہ مجھ پہ کرم کر

ممکن ہے بھلا خوف عدالت سے نہو وے۔ اِس لئے تو تسلّی

جب میرے لئے برّہ مذبوح مسیحا۔ بیٹھا ہے فلک پر

غزل ۷

خدا کی محبت جو ہم دیکھتے ہیں — تو عدل و کرم کو بہم دیکھتے ہیں

یسوع کا تصور جو کرتے ہیں دلمیں — جناب الٰہی کو ہم دیکھتے ہیں

یسوع کے سوا کوئی ساقی نہیں ہے — خدا کی خدائی کو ہم دیکھتے ہیں

مقر اپنے عصیاں کے ہوتے ہیں جس دم — تو اس کی شفاعت کو ہم دیکھتے ہیں

نہیں خوف عاجز کو کچھ روز محشر

صلیب یسوع کو جو ہم دیکھتے ہیں

غزل ۸

خبر لے اے مسیحا تو کہاں ہے — ترا بیمار بسمل نیم جاں ہے

نہیں امید باقی زندگی کی — غم کا اپنے راہی کارواں ہے

نہیں کچھ خوف محشر کا دل میں میرے — مسیحا مالک کون و مکاں ہے

مسیحا پر محبت سے ہے بالکل — کلام پاک سے ایسا عیاں ہے

نہیں چھوڑے گا وہ ہرگز کسی کو — جو راہِ حق میں ہر دم شادماں ہے

میرا بیڑا کرے گا پار یسوع — مجھے امید اس کی بے گماں ہے

نہ کر کچھ خوف دوزخ کا ذرا بھی — ترا یسوع تو تجھ پہ مہرباں ہے

یہی ہے راہ سیدھی آسماں کی — یہی تو راہ ملکِ جاوداں ہے

مسافر ہے یہاں یہ دل اس جہاں میں — وطن اس کا تو بیشک آسماں ہے

غزل ۹

درِ پاک سے پھر کے میں جاؤں کہاں — کہیں دردِ گناہ کی دوا ہی نہیں

تب جرم سے زار و نحیف ہوا — مجھے اور دوا سے شفا ہی نہیں

ترا نام ہے مرہم زخمِ دلی — یہ خبر مجھے روحِ قدس سے ملی

تیری ذات ہے مظہر رازِ خفی — کوئی تجھ سا جہاں میں ہوا ہی نہیں
میں نے عمر بھر اپنے گناہ ہی کیا — مجھے بخشو میرے رحیم خدا
تیرے آگے میں ہوتا ہوں عرض رسا — کہ سوا تیرے اور خدا ہی نہیں
تو نے کلمہ سے مردوں کو زندہ کیا — تو نے صد ہا مریضوں کو بخشی شفا
جو کہ رتبا خدا سے ہے تجھ کو ملا — کسی اور نبی کو ملا ہی نہیں
جنھیں نام سے تیرے ہی بغض سدا — اُنھیں جلد تو اپنا کرشمہ دکھا
اُنہیں روحِ مقدس کر تو عطا — جنھیں خوف خدا کا ذرا ہی نہیں
دل و جاں سے بھروسا تجھی پر رکھو — دم نزع زباں سے مسیحا کہو
تیرے بندوں کے میں کبھی شمار میں ہوں — میری اِس سے زیادہ دُعا ہی نہیں
یہ جہاں ہے عالم رنج و عنا — نہ سفیرِ دِل اپنا تو اس پہ لگا
یہ رہے گا یہاں پہ نہ کوئی رہا — کہ ہے رہنے کی یہ تو سرا ہی نہیں

غزل ۱۰

ذرا تو سوچ اے غافل کہ کیا دم کا ٹھکانا ہے
نکل جب یہ گیا تن سے تو سب اپنا بیگانا ہے

مسافر تو ہے اور دنیا سرا ہے بھول مت غافل
سفر ملک عدم آخر تجھے درپیش آنا ہے
لگاتا ہے عبث دولت پہ کیوں تو دِل کو اب ناحق
نہ جاوے سنگ کچھ ہرگز یہیں سب چھوڑ جانا ہے
نہ بھائی بند ہے کوئی نہ کوئی آشنا اپنا
بخوبی غور کر دیکھا تو مطلب کا زمانہ ہے
لگا رہ یاد میں حق کی اگر ابدی شفا چاہے
عبث دنیا کے دھندوں میں ہوا کیوں گل دیوانہ ہے

غزل ۱۱

سنو اے جان من تم کو یہاں سے کوچ کرنا ہے
رہو تم یادِ حق میں جب تلک یاں آب و دانہ ہے
ارے غافل تو کیوں بھولا ہے اِس دنیا کے لالچ میں
رکھو کچھ خوف بھی حق کا اگر جنت میں جانا ہے
کرو تو غور تم دِل میں کہا کیا کیا تمہیں اس نے
کیا تھا حکم جو حق نے اُسے تم نے نہ مانا ہے

پڑے سوتے ہو غفلت میں ذرا تو آنکھ کھولو
ہوئی ہے شام اُٹھ بیٹھو مسافر گھر کو جانا ہے
نہ دولت کام آوے گی نہ اس دنیا سے کچھ حاصل
اگر تم سوچ کر دیکھو یہ سب کچھ چھوڑ جانا ہے
جو ملک الموت آوے گا تمہیں اس جا سے لینے کو
بہانا کیا کروگے تم وہ تم سے بھی سیانا ہے
خدا جب تجھ سے پوچھے گا تو کیا لایا اُس عالم سے
دیا تھا علم اور دولت تو کیا تحفہ کمایا ہے
اگر غافل رہے حق سے تمہیں دوزخ میں ڈالے گا
رہے ہو یاد میں حق کی تو جنت میں ٹھکانا ہے
حیات ابدی اگر چاہو تو کہہ یسوع مسیح سے تو
وہی شافی ہے سب اُمت کا جس کا سب نے مانا ہے
صلیب اوپر اُسے رکھ کر کیا ہے قتل ظالم نے
اُسے مت بھول اے عاصی وہی تیرا ٹھکانا ہے

غزل ۱۲

یسوع کی مصیبت جس دم تمہیں سناؤں
آنکھوں سے اپنی آنسو کیونکر نہیں بہاؤں
دشمن جب اُس کو پکڑے بے آبرو کیسے گئے
اور مانند چور کے باندھ کے اُسے شامل اپنے لیے
ہائے ہائے اُنھوں نے اُسکو گھونسے اور طمانچے مارے زور سے
رکھا تھا اُسکے سر پہ کانٹوں کے تاج کو سج کے
نرکٹ کے نل کو لیکے انھوں نے سر پہ مارا
ہائے حالت اُس کی دیکھو جو خدا کا تھا دلارا
منھ پر اُسکے تھوکا اور ٹھٹھے میں اُڑایا
بُرائیاں اُس کی کر کے صلیب کو تب دھرایا
اور مارنے کو لیجا کے کپڑے بھی سب اُتارے
ہائے ہائے افسوس کی جا ہے لوگوں نے ٹھٹھے مارے
لوہے کی میخیں ٹھونک کے ہاتھ پاؤں کو اُسکے پھوڑا
صلیب کو جھٹکا دیکے بند بند اُنھوں نے توڑا

چھ گھنٹے پورے یسوع رہا اس سخت عذاب میں
تب مر کے کامِل کیا سب کچھ نجات کے باب میں
ہائے ہائے یہ کیا عجیب ہے گناہ تو تھا ہمارا
پر مارا گیا یسوع خدا کا بیٹا پیارا
ایمان اب اُس پہ لاویں سب لوگ جو سننے آئیں
محبوب و شافی جان کے بھروسا اُس پر ڈالیں

غزل ۱۳

قیام رکھتا نہیں زمانہ گھڑی میں کچھ ہے گھڑی میں کچھ ہے
عجب ہے دنیا کا کارخانہ گھڑی میں کچھ ہے گھڑی میں کچھ ہے
کہاں ہے دارا کہاں سکندر کہاں ہے سلطانِ ہفت کشور
ہوئے وہ سب موت کا نشانہ گھڑی میں کچھ ہے گھڑی میں کچھ ہے
جنھیں ہمیشہ تھی شادمانی بہم تھے اسباب کامرانی
ہوئے وہ محتاج آب ودانہ گھڑی میں کچھ ہے گھڑی میں کچھ ہے
دماغ جن کا تھا آسماں پہ کلام نخوت کا تھا زباں پر
ہوئے وہ محتاج آب ودانہ گھڑی میں کچھ ہے گھڑی میں کچھ ہے

نہیں بھروسا ہے ایک دم کا کھلا ہے رستہ یہاں عدم کا
ہے ہر گھڑی منقلب زمانہ گھڑی میں کچھ ہے گھڑی میں کچھ ہے

غزل ۱۴

کوئی دم میں دم جب یہ جاتا رہیگا
تو اے دِل بتا کس سے ناتا رہیگا

ذرا نیند غفلت سے بیدار ہوا ب
کہ پھر کون تجھکو جگاتا رہے گا

تو اب ناز و نخوت میں بھولا پھرے ہے
یہی تجھ کو آخر رولاتا رہے گا

مسافر ہے تو اور یہ دنیا سرا ہے
تو کب تک یہاں دِل لگاتا رہیگا

اطاعت مسیح کی جو کرتا رہے گا
تو بیشک وہ تجھ کو بچاتا رہے گا

دنیا میں کر لے بھلائی
یہاں کون پھر پھر کے آتا رہیگا

نہ مرتین ہرگز کہا دِل کا گیجیو
و لے تجھ کو ہر دم پھنساتا رہیگا

غزل ۱۵

کرتا ہوں تجھ سے التجا یسوع مسیح فریاد سن
قربان تیرے نام کے یسوع مسیح فریاد سن

تیرے سوا اور کون ہے بخشے گا جو میرے گناہ
معاف کر میری خطا یسوع مسیح فریاد سُن

ہم سبھوں کے واسطے خود آپ اپنی جان دی
مجھ کو بھروسا ہے تیرا یسوع مسیح فریاد سُن

چار دن کا مُردہ لعاذر بات سے تیری اُٹھا
دے حیات ابدی مجھے یسوع مسیح فریاد سُن

درد میرا دور کر ہرگز نہ ہو مجھ سے خفا
مشکل میری آسان کر یسوع مسیح فریاد سُن

جو دس حکم حق نے دئے میں نے نہیں مانا اُنھیں
لائق جہنم کا ہوا یسوع مسیح فریاد سُن

جب یاد کرتا ہوں تجھے دِل سے کبھی میں ایکبار
آ کر بُھلاتا ہے لعین یسوع مسیح فریاد سُن

میں بہت کمزور ہوں ایمان کر مجھ کو عطا
دے مجھے روح القدس یسوع مسیح فریاد سُن

تھرتھراتا ہوں گناہوں سے جو ہیں اپنے صدا
فضل کر عاصی پہ تو یسوع مسیح فریاد سُن

غزل ۱۶

گنہ ہے بوجھ سر پر بھاری الٰہی توبہ الٰہی توبہ
ہے اپنے فعلوں سے شرمساری الٰہی توبہ الٰہی توبہ

زنا و مکر و فریب کاری غرور و بخل و دغا شعاری
کٹی انھیں سب میں عمر ساری الٰہی توبہ الٰہی توبہ

نہ کی غریبوں کی پاسداری نہ کی یتیموں کی غم گساری
سُنی نہ مفلس کی آہ و زاری الٰہی توبہ الٰہی توبہ

خطائیں ہیں اس قدر ہماری زباں ہے جن کے بیاں سے عاری
قلم ہوا لکھتے لکھتے عاری الٰہی توبہ الٰہی توبہ

مدام غفلت رہی یہ طاری دُعا نہ کی یا جناب باری
کہ تجھ سے چشم رستگاری الٰہی توبہ الٰہی توبہ

تیرا جو ہے فیض عام جاری ہے رکھتا فرحت اُمیدواری
تیرے کرم کی ہے انتظاری الٰہی توبہ الٰہی توبہ

غزل ١٧

گناہوں کو اپنے جو ہم دیکھتے ہیں
تو غضب الٰہی ہم دیکھتے ہیں

اگر غور کرتے ہیں فعلوں کو اپنے
تو لائق جہنم کے ہم دیکھتے ہیں

اے دل تو غفلت میں کب تک رہیگا
تیرے واسطے درد و غم دیکھتے ہیں

گناہوں سے اے دل رہا تو جو مائل
سزا اُس کی پائیگا ہم دیکھتے ہیں

تمہارے گناہوں کی بخشش کی خاطر
مرا ہے مسیح خود یہ ہم دیکھتے ہیں

جو پکڑے وسیلہ شتابی مسیح کا
حیاتِ بقا اس میں ہم دیکھتے ہیں

تیرے درد و غم کی یہی بس ہے دارو
کہ یسوع ہے شافی یہ ہم دیکھتے ہیں

تو اس بات پر شک نہ لا دل میں عاصی
گواہی ہے انجیل ہم دیکھتے ہیں

غزل ١٨

میرا نہیں ہے کوئی مددگار یا مسیح
تو ہی تو ہے سبھوں کا مددگار یا مسیح

اب لے خبر شتاب نہ کر عار یا مسیح
فریاد میری تجھ سے ہے ہر بار یا مسیح

تیرے سوا کوئی نہیں یار یا مسیح
بندہ ہوں تیرے در کا گنہگار یا مسیح

تو ہی ہے عاصیوں کا خریدار یا مسیح
بس میں بھی ہوں گناہ میں گرفتار یا مسیح

کرتا ہے عاصیوں کو تو ہی پیار یا مسیح
ہم عاصیوں کی تجھ سے ہے گفتار یا مسیح

تیری طرف سبھوں کی ہے رفتار یا مسیح
کرتا ہوں میں گناہوں کا اقرار یا مسیح

ہوں میں گناہ سے اپنے شرمسار یا مسیح
ہرگز نہ ڈالیو مجھے وزنار یا مسیح

شیطان مجھ سے کرتا ہے تکرار یا مسیح
روح القدس کی دے مجھے تلوار یا مسیح

عاصی کو ہے تجھی سے سروکار یا مسیح
تجھ بن کرے گا کون مجھے پیار یا مسیح

غزل ١٩

میری امداد گر یسوع نہ کرتا
بُرا ہوتا اگر ایسا نہ کرتا

دلِ ناپاک گر یہ پاک ہوتا
تو وہ مجھ سے کبھی پردہ نہ کرتا

جو شیطان سے اور مجھ سے زور ہوتا
تو پھر جانو کہ مرتا کیا نہ کرتا

میری یہ زیست مجھ کو بار ہوتی
میری حاجت وہ گر ایفا نہ کرتا

میں بھر بھر کے شراب وصل پیتا
مجھے گر محتسب روکا نہ کرتا

نہ تجھ کو دردِ دل اپنا دکھاتا
اگر کانٹا میرے کھٹکا نہ کرتا

بہارا اپنے اگر بیمار دل کو
جلاتا وہ کیا اچھا نہ کرتا

غزل ۲۰

میرے دلمیں یاد اُسی کی ہے میرے لب پہ اُسی کا ہی نام ہے
جو رفیق مونس عاصیاں جو شفیع روز قیام ہے
میں کلمہ غیر کا کیوں پڑھوں بھلا ضایع وقت کو کیوں کروں
میرے لب پہ کلمہ اُسی کا ہے جو ازل سے حق کا کلام ہے
کی سیر دیر و حرم کبھی کبھی کچھ ہوا و ہوس رہی
مگر اب تو راہ وہ مل گئی جو مقصد اپنا تمام ہے
یہ راہ گرچہ ہے پُر خطر ہے ہزاروں طرح کا اس میں ڈر
تو بڑھ آگے فکر ذرا نہ کر مسیح تیرا امام ہے
جو تو خالی ہاتھ ہے اے گدا در وا یہ تو بھی اُسی کے جا
تجھے خالی ہاتھ نہ پھیریگا وہ کہ بخشش اُس کی تو عام ہے
میرے داغ قرمزی جلتے تھے تیرے خون پاک سے دھل گئے
کبھی ہوگا تجھ سے نہ بے وفا کہ یہ خون خریدا غلام ہے
سر راہ تو جو ہے سو رہا بھلا کب مقام پہ پہونچے گا
اے سفیر نیند سے اُٹھ ذرا کہ قریب آ گئی شام ہے

غزل ۲۱

مجھے اے مسیحا تیری جستجو ہے
تیرا ذکر ہے اور تیری گفتگو ہے
گناہوں کے داغوں کو دھوتا ہر دم
تیرا کیا مبارک مقدس لہو ہے
ازل سے رہا اور ابد تک رہیگا
میانِ دو عالم فقط تو ہی تو ہے
ہر ایک شے میں ہے رنگ اعجاز پیدا
ہر ایک جا تیرے نخلِ قدرت کی بو ہے
گناہوں سے گو جامۂ دل ہے میلا
لہو تیرا کافی پے شست و شو ہے
کرم بندۂ زار پر کر مسیحا
میرا حال تجھ پہ عیاں مو بمو ہے

غزل ۲۲

بجا ہے میرا اُسکو جو فرزند خدا ہے
اُمت کی شفاعت کیلئے آیا ہوا ہے
جب چور کی مانند اُسے آئے پکڑنے
چوما جسے آ کر کے یہودا نے دیا ہے
اور گھیر کے جب اُسکو وہاں لے گئے ظالم
پھر جھوٹی گواہی بھی بہت غور کیا ہے
دشمن کیلئے اُسنے دعا باپ سے مانگی
تو معاف کر اے باپ جو اِن سے کیا ہے
جب مر گیا اُسکو وہاں دفن کیا تھا
یہ معجزہ اُس کا ہے کہ پھر جی کے اٹھا ہے
جو لاوے یقیں موت پہ یسوع کے عزیزو
جنت ہے مکاں اُسکا جہاں نورِ خدا ہے

اس عاصی پر تو فضل کر اے میرے خداوند
بچنے کا نہیں ہرگز جو تجھ سے جدا ہے

غزل ۲۳

مبارک مبارک مسیح جی اُٹھا ہے
مجسم ہوا تھا جو اقنوم ثانی
تھا مفلس اکیلا جو دارِ فنا میں
تھا ماخوذ بے جرم پیشِ عدالت
تھا مظلوم صورت جو ظالم کے آگے
ہوا تھا رواں خون پہلو سے اُسکے
نہ اب فکرِ محشر کا کر تو ذرا بھی

سلامت سلامت وہ نور خدا ہے
نہیں پاتے اب وہ یکدم جدا ہے
وہ وارث شہنشاہ ملکِ بقا ہے
جب و راست اُس کی سزا دیتا ہے
وہ مختارِ مُلکِ حیات و بقا ہے
تیرے دردِ دل کی وہی ایک دوا ہے
کہ بخشے گا تجھ کو وہی جو خدا ہے

غزل ۲۴

ہم نے یسوع کو روح و جان و دل بھی دیا جو ہو سو ہو
اس پہ کیا ہے مال و جاں ہم نے فدا جو ہو سو ہو

نامِ خدا خدا وہ ہے وہ تو خدا ہے پسر
ہمسر خدا کا اُسکو مان ہم نے لیا جو ہو سو ہو
ہم کو کرے ہیں لوگ طعن دیتے ہیں سارے گالیاں
لیکن ہیں دیتے ہم اُنھیں دل سے دعا جو ہو سو ہو
وہ ہے رحیم و مہرباں اُسکی ہے شاہی جاوداں
اُس پہ بھروسا ہے ہر آں ہم نے کیا جو ہو سو ہو
نورِ خدا خدا کی روح روحِ خدا خدا کا نور
اُس کو نہ چھوڑیں ہم کبھی میرے خدا جو ہو سو ہو
شاہِ شہیداں ہے مسیح بیٹا خدا کا ہے صحیح
اِس میں کریں نہ ہم کبھی چون و چرا جو ہو سو ہو
دل میں ہمارے درد و غم تیرا فراق ہے ستم
تجھ کو نہ چھوڑیں گے یہ ہم مرے خدا جو ہو سو ہو
تیرے ہی در کا ہوں گدا کرتا ہوں تجھ سے التجا
دِل سے نہ بھولوں یا مسیح تیری رضا جو ہو سو ہو

غزل ۲۵

ہوئی تھی ملک اسرائیل ثنا فرشتوں کی
سُنی حیران چرواہوں نے صدا فرشتوں کی

خدا تعالیٰ کی حمد ہو دنیا میں صلح ہو
خیر خواہی ہو انسان کی آواز فرشتوں کی

ہاں انسان تو کرتے ہیں تعریف بادشاہوں کی
پھر کس کے واسطے ہو رہی غزل فرشتوں کی

خالق مخلوقات مجسّم اب ہُوا
اس کے واسطے ہو رہی خوشی فرشتوں کی

لے صورت آدم زاد کی نجات بخشی ہے
تو پھر درست و لازم ہے تعریف فرشتوں کی

اب ہے تمہاری مخلصی ملواے صادق تو
شکر یہ غزلیں گائیو مانند فرشتوں کی

سب بدکارو غور کرو دیکھو محبّت کو
تمہارے دل میں ہو مقبول صلاح فرشتوں کی

کہتا ہے تجھسے اے خدا اب تیرا اُمیدوار
مجھ کو ہمیشہ رکھنے دے صحبت فرشتوں کی

غزل ۲۶

یارب تیری جناب میں ہرگز کمی نہیں
تجھ سا جہان کے بیچ تو کوئی غنی نہیں

جو کچھ کہ خوبیاں ہیں سو تیری ہی ذات میں
تیرے سوائے اور تو کوئی دھنی نہیں

عاصی کی عرض تجھ سے ہے تو سُن لے اے غنی
اپنے فضل کے گنج سے تو کر مجھے دھنی

مطبوعہ مشن پریس - الہ آباد